ACADEMIA International Journal for Social Sciences
Volume 5, Issue 3, 2026 ISSN-L (Online): 3006-6638

# بچوں کی اخلاقی تربیت میں ماہنامہ " تعلیم و تربیت" کا کردار

# The Role of Monthly "TALEEM-O-TARBIYYAT" in the Moral Grooming of Children

**Maira Altaf**
**مائرہ الطاف**
Ph.D Scholar, Department of Urdu, The Women University Multan
Lecturer Urdu, Govt. Graduate College for Women Mailsi
پی ایچ۔ ڈی اسکالر ، شعبہ اُردو، دی ویمن یونیورسٹی ، ملتان
لیکچرار اردو،گورنمنٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین میلسی

**Dr. Shagufta Hussain**
**ڈاکٹرشگفتہ حسین**
Professor Emeritus, Department of Urdu, The Women University Multan
پروفیسر ایمرائطس، شعبہ اُردو، دی ویمن یونیورسٹی ، ملتان

**Corresponding Author: Maira Altaf**
**Received:** 10-02-2026 **Revised:** 25-02-2026 **Accepted:** 12-03-2026 **Published:** 27-03-2026

## ABSTRACT

*Monthly "TALEEM-O-TARBIYYAT" is a well known literary magazine which groom the children in different ways. This magazine has contributes a significant role in the development of moral values. For moral grooming of children it has been published stories, cartoons, poems, puzzles and many other literary sections. Through these sections "TALEEM-O-TARBIYYAT" groom the children to the high standard moral values. An attempt has been made through this research article to explores how the "TALEEM-O-TARBIYYAT" play role to improve the moral values such as service of humanity, kindness, tolerance, respect of parents, forbearance and polite speech.*

***Keywords***: *Grooming of Children, Taleem-o-Tarbiyyat, service of humanity, forbearance, polite speech*

تربیتِ اطفال کا نظام کسی بھی معاشرے میں بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے ۔ یہ نظام مختلف جہات پر کام کرتا ہے جن میں سے اخلاقی جہت ایک اہم پہلو ہے ۔ بچوں میں اخلاقی اقدار کے فروغ اور ان کی شخصیت کو ان اقدار کے مطابق ڈھالنے کے لیے لازم ہے کہ بچے جس سماج کا حصہ ہیں اور جس مذہب سے ان کا تعلق ہے ، اس سماج او ر مذہب کے نظامِ اخلاق سے انھیں نہ صرف آگاہی دی جائے بلکہ ان اخلاقی اقدار کی تربیت کا عمل مسلسل جاری رہے۔ اس تربیتی نظام میں دیگر عناصر کے ساتھ ساتھ رسائل و جرائد کا کردار خاصا اہم ہوتا ہے۔ بالخصوص وہ رسائل و جرائد جو ادبِ اطفال سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کی اشاعت مسلسل ہو رہی ہو ، وہ تربیت اطفال کا سلسلہ مستقل بنیادوں پر تسلسل کے ساتھ جاری رکھے ہوتے ہیں جس سے بچوں میں مذہبی اور اخلاقی اقدار کا فروغ ممکن ہوتا ہے اور وہ ان اقدار کو اپنی شخصیت کا حصہ بنا کر ایسے اعمال و افعال کی طرف بڑھتے ہیں جو ان کی انفرادی زندگی کی بہتری اور ترقی کے ساتھ ساتھ ایک مفید اور اخلاقی حوالے سے ترقی کی راہ پر گامزن معاشرے کی تشکیل کا باعث بنتے ہیں ۔

قیامِ پاکستان کے بعد پاکستانی معاشرے تربیت اطفال کے نظام میں جن رسائل و جرائد نے نمایاں خدمات انجام دی ہیں اور عصرِ حاضر میں بھی تربیتی عمل کو مسلسل جاری رکھے ہوئے ہیں ، ان میں ماہنامہ " تعلیم و

تربیت " ایک اہم ادبی جریدہ قرار پاتا ہے ۔ اس رسالے میں اطفال کی تربیت کا نظام مختلف جہات پر جاری رہتا ہے ۔ اس میں شائع ہونے والی منظوم او ر منثور تحریروں میں بچوں کی مذہبی اور اخلاقی تربیت کا ایک منظم نظام ترتیب دیا گیا ہے۔

تربیتِ اطفال کے ضمن میں ماہنامہ " تعلیم و تربیت" نے تعلیم و تربیت نے اخلاقی تربیت کرتے ہوئے اچھے اخلاق کا احساس بھی بچوں کے دلوں میں پیدا کرنے کی کوشش کی ہے ۔ انسان کے مراتب اور اس کے اشرف المخلوقات ہونے میں اس کے اخلاق کا بہت بڑا عمل دخل ہے ۔ قرآن و حدیث میں حُسنِ خُلق کی بار بار تاکید کی گئی ہے ۔ ماہنامہ " تعلیم وتربیت" نے تربیت اطفال میں اخلاقی حوالے سے جو تربیتی نظام تشکیل دیا ہے ، اس میں مختلف اخلاقی اقدار کی ترویج او ر اطفال کے ذہن میں ان کی اہمیت اجاگر کرنے کا سلسلہ خاصا توانا او رمستحکم ہے ۔ ماہنامہ " تعلیم وتربیت" کے مختلف شماروں میں اداریوں اور دیگر مضامین میں اخلاقی اقدار کی اہمیت اور ان کے ثمرات کو واضح کرتے ہوئے بچوں میں حسنِ اخلاق کاجذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ ظہیر اسلام ماہنامہ " تعلیم و تربیت" کے ایک " اداریہ " میں بچوں کے سامنے حسنِ اخلاق کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"جو انسان حسنِ معاملہ کے ساتھ حسنِ اخلاق کو بھی اپنائے گا لو گ اس کے گرویدہ

ہوجائیں گے ۔ بصورتِ دیگر اس کاچلا چلایا کام بھی ٹھپ ہوجائے گا۔ "(1)

حسنِ اخلاق کا یہ تربیتی نظام بچوں کی نفسیات کے عین مطابق ہے ۔ بچہ ، بچپن میں جس چیز کی سب سے زیادہ خواہش کرتاہے وہ دوسروں کے ساتھ اس کا تعلق ہے ۔ والدین او ربہن بھائیوں کے ساتھ ساتھ بچے کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کے زیاد ہ سے زیادہ دوست بنیں اور زیادہ سے زیادہ ہمجولیوں کے ساتھ وہ لطف اٹھائے ۔ کھیل کود میں بھی اس تعلق کی اہمیت اس کے پیش نظر رہتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ذرا ذراسی بات پر روٹھنا او رپھر منانا بچپن کا اہم عمل ہوتا ہے جو بچے کو نفسیاتی طورپر دوسرے بچوں اور افراد سے جڑنے کی ترغیب دیتاہے ۔ ماہنامہ " تعلیم و تربیت" نے جڑنے کے اس عمل کو حسنِ اخلاق کے ساتھ ملا کر پیش کیا ہے ، جس سے لازمی امر ہے کہ بچہ اپنی خواہشات کو قابو میں رکھنے اور دوسروں کو خود پر ترجیح دینے کا درس حاصل کرے گا۔ اس صورت میں وہ اپنی عادات اور اخلاق کو اس قابل بنانے کی کوشش کرے گا کہ زیادہ سے زیادہ دوست اس سے منسلک رہیں ۔اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ بھی احساس رہے گا کہ اخلاقی بدحالی اس کے چلے چلائے کام کو ٹھپ کرنے کا باعث بھی بن سکتی ہے ۔ جزا و سزا کا یہی وہ نکتہ ہے جو تربیت اطفال میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے ۔

سماج او ر اخلاقی اقدا رکے حوالے سے حسنِ معاملات اور دوسروں کی خدمت ایک ایسی اخلاقی قدر ہے جو سماج کو ترقی کی راہ پر گامزن رکھتی ہے ۔ سماج میں بہت سے ایسے افراد بھی ہوتے ہیں جو کسی نہ کسی حوالے سے مشکلات کا شکار ہوتے ہیں۔ ان بے بس اور لاچار انسانوں کو سماجی دھارے میں شامل کرنا بہتر طرزِ زیست کے حامل افراد پر لازم ہوتا ہے ۔احادیث مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ نے دوسروں کی حاجات پوری کرنے کو مسلمان کے بنیادی اوصاف میں شامل فرمایاہے۔ ایک حدیث میں آتاہے :

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

> وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

> "سالم نے اپنے والد سے روایت کی ، کہا : رسول اللّٰہ ﷺ نے فرمایا :" مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے ، نہ اس پر ظلم کرتا ہے ، نہ اسے ( ظالموں کے ) سپرد کرتا ہے ۔ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہوتا ہے ، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرماتا ہے ۔ جو کسی مسلمان سے اس کی ایک تکلیف دور کرتا ہے ، اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف دور کرتا ہے ۔ جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے ، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس ( کے عیبوں ) کی پردہ پوشی فرمائے گا ۔"(2)

نبی اکرمﷺ کے اس ارشادِ پاک سے معاشرتی اخلاقیات کے اہم عناصر سامنے آتے ہیں ۔ دوسروں کی مدد ، حاجت مند کی حاجت روائی کے ساتھ ساتھ پردہ پوشی جیسی اخلاقی اقدار کسی بھی معاشرے کی تعمیر و تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں ۔

سماج میں اخلاقی اقدار کو پروان چڑھاتے وقت خدمت خلق کے جذبے کو پروان چڑھانا لاز م ہے ۔ سماج کی تشکیل اجتماعی سطح پر ہوتی ہے اور اس میں حصہ لینے والے افراد مختلف سماجی طبقات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک اچھے سماج کی تشکیل میں جو اخلاقی اقدار اہم کردار ادا کرتی ہیں ان میں دوسروں کی خدمت کا جذبہ نمایاں ہے ۔ وہ سماج جس کے افراد میں خدمت کا جذبہ نہ ہو اس میں مفاد پرستی بڑھتی چلی جاتی ہے اور یہ مفاد پرستی سماج کے اجتماعی مفادات کی بجائے فرد کے انفرادی مفادات کی راہ ہموا ر کرتی ہے جس کے نتیجے میں چند طبقات آگے نکل جاتے ہیں جب کہ باقی سماج میں پس کر رہ جاتے ہیں۔ ماہنامہ " تعلیم وتربیت" بچوں کی اخلاقی تربیت میں ایسی اقدار اور جذبات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو بچوں کو دوسروں کی خدمت کی طرف راغب کریں ۔ وہ اپنی ذات کے حصار میں مقید ہونے کی بجائے دوسروں کی خدمت کے ذریعے سماجی عمل میں بھرپور شرکت کریں ۔ بچپن ہی سے ان میں ایسی عادات راسخ ہو جائیں کہ وہ بے بسوں او رمشکلات میں گھرے ہوئے افراد کی تکالیف کم کرنے کو اپنا مقصدِ حیات بنا لیں ۔ ماہنامہ " تعلیم و تربیت" کا ایک مقبول سلسلہ " سوال تمھارا جواب ہمارا " کے عنوان سے ہے ۔ اس میں مختلف سوالات کے جواب دیے جاتے ہیں۔ شبیر احمد " سوال تمھارا جواب ہمارا " میں ایک سوا ل کے جواب میں مقصدِ حیات کی وضاحت کرتے ہوئے خدمت خلق کی اہمیت یوں اجاگر کرتے ہیں :

> " انسان کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہے انسانیت کی بھلائی کے لیے کوشش کرنا ۔ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہونا ۔ مصیبت کے وقت کسی کے کام آنا اور برائی کے خلاف جد وجہد کرنا۔ آپ نے وہ شعر نہیں سنا

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں
(3)

بچوں کی نفسیات میں نیکی اوربدی کے تصورات بہت اہمیت رکھتے ہیں ۔ وہ ہر کا م کوکرتے ہوئے نیکی یا بدی کے تصور کو سامنے رکھتے ہیں۔ نیک وبد ان کے نزدیک ہر کام کا معیار ہوتاہے ۔ بچپن میں ہی اذان سننا، نماز پڑھنا اور دوسروں کو پڑھتے ہوئے دیکھنا، تلاوت قرآن ، روزے وغیرہ ان کے نزدیک نیکی کاایک جامع نظام ہے ۔ وہ اس نظا م پر کوئی سمجھوتہ کرنے کوتیار نہیں ہوتے ۔ بڑوں کی نسبت وہ ان امور میں شمولیت بھی زیادہ تقدیسی جذبے کے ساتھ کرتے ہیں کیوں کہ ان کے نزدیک نیکی قربِ الٰہیٰ کا ذریعہ ہے او ربدی عذابِ الٰہیٰ کاسبب بنتی ہے ۔ وہ بدی سے بچنے کی ہرممکن کوشش کرتے ہیں اورنیکی کو اپنانے کی سعی میں لگے رہتے ہیں ۔ اس کی مثال سماجی سطح پر دیکھیں تو خود بچوں کی نفسیات سے بھی کئی مثالیں سامنے آتی ہیں ۔ " جھوٹ بولنے والے کی زبان کالی ہوجاتی ہے "، " چوری کرنے والے کو راستہ نظر نہیں آتا۔"، " گالی دینے والے کو گناہ ملتا ہے " اور ایسے کئی اقوال ہیں جوبچوں میں رائج ہوتے ہیں اور وہ ان پر یقین بھی رکھتے ہیں ۔ اس کی وجہ بھی نیک وبد کا تصور ہے۔ نیک وبد کے اس تصور کو تربیت اطفال کے لیے استعمال کیا جائے تو خاطر خواہ نتائج سامنے آتے ہیں ۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ بچوں کے نیک وبد کے تصور کو وسعت دی جائے ۔ وہ جن عبادات کوہی نیکی سمجھ رہے ہوتے ہیں ، ان کی سوچ اس سے آگے بڑھاتے ہوئے سماجی اقدار کو بھی نیکی کے تصور میں شامل کرنا لازم ہے ۔ ماہنامہ " تعلیم و تربیت" کے تربیت اطفال کے نظام میں اس پر خصوصی توجہ ملتی ہے۔ اس رسالے میں ایسی تحریریں شائع کی جاتی ہیں جو بچوں کے تصورِ نیک وبد کو وسعت دے کر انھیں خدمت خلق اور دیگر اخلاقی اقدار کی طرف راغب کرتی ہیں ۔ محمدطیب الیاس اس ضمن میں اپنے ایک مضمون " درسِ قرآن وحدیث " میں بچوں کی اخلاقی تربیت کرتے ہوئے ان کے ہاں تصور نیک و بد میں یوں وسعت پیدا کرتے ہیں :

> "عام طورپر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ نیکی صرف نماز، روزے ہی کا نام ہے ، کسی سے اچھے طریقے سے پیش آنا، خندہ پیشانی سے ملنا، اس کوتکلیف دینے سے باز رہنا وغیرہ کونیکی نہیں سمجھا جاتا حالانکہ یہ اعمال بھی نیکی میں شمار ہوتے ہیں او رجب اعمال کوتولا جائے گا تو اس وقت ان کو بھی ترازو میں تولا جائے گا۔ "(4)

جب تربیت کاعمل اس نہج پر جاری رہے کہ سماجی اقدار کوبھی اخلاقیات اور نیکی کے دائرے میں داخل کر کے بچوں کے سامنے پیش کیا جائے تو لازمی امر ہے وہ انھیں بھی عبادات ہی کی طرح لازم سمجھتے ہوئے ان پر کا ربند ہونے کی کوشش کریں گے ۔ ماہنامہ " تعلیم وتربیت" اخلاقی اقدار کی تربیت اسی نظام کے تحت کرتاہے کہ بچوں کی نفسیات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے خیالات و افکار کو وسعت دی جائے ۔ نئی نئی چیزوں کو سمجھنے کی طرف راغب کیا جائے ۔ سماج میں رہتے ہوئے اخلاقی اقدار کے تصور کو واضح کیا جائے ۔ محض عبادات کوہی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ سمجھنے کی بجائے ان کی ایسی تربیت کی جائے کہ وہ اخلاقی اقدار کو بھی عبادات ہی کی طرح لازم سمجھیں اور ایسے رویے اختیار کریں جو آگے چل کر سماجی فلاح کا باعث بن سکیں ۔ تربیت اطفال کا یہ ایک مربوط نظام ہے جو ماہنامہ " تعلیم و تربیت" کے قرطاس سے اطفال کے قلب و اذہان تک پہنچتا ہے ۔جس کے ذریعے ان کی اخلاقی تربیت کا نظام ان خطوط پر استوار ہوتا ہے جن کے ذریعے وہ بہترین اور ذمہ دار شہری بن سکیں ۔

زاہد محمود اپنے مضمون " ہماری ذمہ داریاں" میں سماجی اخلاقیات کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے بچوں کی تربیت یوں کرتے ہیں :

> " جن لوگو ں کے درمیان ہم رہتے ہیں ، ہمیں ان کی ضروریات کابھی احساس ہونا چاہیے۔ ہمیں کسی ایسی چیز کو جودوسرے لوگوں کے لیے فائدہ او ران کی ہو، اسے ہرگز نقصان نہیں پہنچانا چاہیے ۔ ایک جمہوری ملک میں ہمیں ملک کی ہرضرورت کا پورا پورا احسا س رکھنا چاہیے ۔ " (5)

یہ ایسی سماجی اخلاقیات ہیں اگر ابتدابی بچوں کے ذہن میں ان کی اہمیت اجاگر ہو جائے او ر وہ ان پر پختگی سے عمل پیرا ہوں تو یہ ایک مفید اور پرامن سماج کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کرسکتی ہیں ۔ماہنامہ " تعلیم و تربیت " کے تربیتِ اطفال کے نظام کا بڑا مقصد ہی بچوں میں ان اخلاقی اقدار کو فروغ دینا ہے جو ان میں ذمہ داری کا احساس پید اکریں ۔ ذمہ داری کا احسا س تمام اخلاقیات کی بنیاد ہے ۔ بچہ جس طرح اپنے ہر عمل کو نیکی و بدی کے تصور کے تحت کرتا ہے اسی طرح اس کی اخلاقیات میں ذمہ داری کا احساس شامل ہو جائے تو نیکی بدی کایہ تصور ا سے جزا و سزا کے ساتھ ساتھ سماجی فلاح اور سماجی بگاڑ کے تصور تک لے جاتا ہے یہیں سے ایک کا رآمد سماج کی بنیاد پڑتی ہے ۔ ماہنامہ " تعلیم وتربیت"اخلاقی تربیت کے ذریعے اسی بنیاد کو مضبوط کرنے کانظام وضع کرتاہے ۔

مذہبی اور اخلاقی اقدار میں پڑوسی سے حسن سلوک ایک اہم اخلاقی قدر ہے ۔ قرآن وحدیث میں بھی پڑوسی سے حسن ِ سلوک کی خاص تاکید کی گئی ہے۔ پڑوسی کی مشکلات میں اس کے کام آنا، اس کی ضروریات کا خیال رکھنا ، اس کو تکالیف سے بچانا مسلمان کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے ۔ نبی اکرم ﷺ کے کئی ارشادات میں پڑوسی کے حقوق اور اس کے ساتھ حسنِ برتاؤ کا تذکرہ ملتا ہے ۔

سماجی حوالے سے دیکھا جائے تو یہ اہم سماجی قدر بھی قرار پاتی ہے کہ انسان جس جگہ رہ رہا ہوتا ہے وہاں بسنے والے دیگر افراد کے ساتھ اس کا سلوک احسن ہو۔ حُسنِ خلق کا یہ تقاضا ہے کہ اپنے پڑوس میں بسنے والے افراد کا خیا ل رکھتے ہوئے ان کی ضروریات کا احساس کیا جائے تو مقدور بھر ان ضروریات کو پور ا کرنے کی کوشش کی جائے ۔ ماہنامہ " تعلیم وتربیت " میں بچوں کی اخلاقی تربیت کے حوالے سے پڑوسی کے حقوق اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک کی اخلاقی قدر کو بھی اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ بچوں کے حوالے سےد یکھا جائےتو بچوں کا گھر کے بعد زیادہ تعلق اور ان کی سرگرمیوں کا محور پڑوسی ہی ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کے پڑوس میں رہنے والے بچے اکٹھے کھیلتے اور مختلف سرگرمیوں ایک دوسرے کے ساجھی ہوتے ہیں ۔ اگر بچپن ہی میں ان میں ایک دوسرے کے احترام اور ایک دوسرے کی ضروریات کا احساس پیدا کر دیا جائے تو ان کا یہ تعلق زیادہ مضبوط ہونے کے ساتھ ساتھ سماج میں اخلاقی بہتری کا سبب بھی بن سکتا ہے ۔ ماہنامہ " تعلیم وتربیت " میں اطفال کی اخلاقی تربیت کے لیے پڑوسی کے حقوق کے بارے میں احادیث کو بنیاد بنایا گیا ہے ۔ اس میں شامل مختلف تحریروں میں رسولِ اکرم ﷺ کی پڑوسی کے حقوق کے بارے میں احادیث بیان کرتے ہوئے بچوں کی اخلاقی تربیت کی گئی ہے کہ وہ پڑوس میں بسنے والوں سے حسنِ سلوک کریں ۔ محمد طیب الیاس " درسِ قرآن و حدیث" میں اس ضمن میں لکھتے ہیں :

> "آپ ﷺ نے پڑوسیوں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کی تعلیم دی ہے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس پروردگار کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ کوئی مسلمان ، مسلمان نہیں ہے جب کہ وہ اپنے ہمسائے کے لیے بھلائی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتاہے ۔"(6)

سماجی اخلاقی اقدار میں دوسروں کوخود پر ترجیح دے کر محبت اورالفت کی فضا پروان چڑھانا بھی ایک اہم اخلاقی قدر ہے۔محبت او رالفت کے فروغ سے ہی سماج بہتری کی جانب مائل ہوتاہے ۔ یہ اقدار اسی وقت رواج پاسکتی ہیں جب دل میں نرمی او ردوسروں کے لیے چاہت کے جذبات موجود ہوتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے باہمی اور الفت کو اہم قراردیتے ہوئے انھیں ایمان کا حصہ قراردیاہے ۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: " ایمان دار آدمی تو و ہ ہے جومجسمِ پیکر محبت ہو، جو شخص کسی سے الفت نہ رکھے اور نہ اس سے کوئی الفت رکھے ۔ یادرکھو! اس میں بھلائی کی بُو بھی نہیں ۔"(7)

ماہنامہ " تعلیم وتربیت " میں بچوں کو شروع ہی سے یہ اخلاقی تربیت دی جاتی ہے کہ وہ سماج کے ایسے شہری بنیں جو ایک دوسرے محبت اور الفت رکھنے والے ہوں تاکہ سماج میں محبت اور الفت کی فضا پروان چڑھ سکے ۔ اس ضمن میں ماہنامہ " تعلیم وتربیت " میں شائع ہونے والی مختلف تحریروں میں الفت اور محبت کے جذبات پروان چڑھانےاور سماج کوبہتری کی طرف گامزن کرنے کی اخلاقی تربیت کا اہتمام کیاجاتاہے ۔ بچوں میں محبت او رالفت کے جذبات پروان چڑھانا اورپھر انھیں ان کی اخلاقی عادات میں ڈھالنا آسان ہوتاہے کیوں کہ بچوں کے تعلقات نفع ونقصان سے مبرا ہوتے ہیں ۔ وہ ایک دوسرے کی خوشنودی کو مد نظررکھتے ہوئے تعلقات استوار کرتے چلے جاتے ہیں۔ ایک دوسرے سے ملنا، روٹھنا ، منانا سب کچھ مادی مفادات کے بغیر محض محبت او رالفت کی بنا پر ہوتاہے ۔ اس لیے ماہنامہ " تعلیم وتربیت " نے بچپن ہی سے ان محبت او رالفت کے جذبات کو پختگی کی طرف مائل کرنےاور انھیں اخلاقی اقدار میں ڈھالنے کی سعی کی ہے۔ محمد طیب الیاس اپنے ایک مضمون " الفت و محبت" میں بچوں کی اس نہج پر اخلاقی تربیت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"انسان اشرف المخلوقات ہے ، اس لیے اس کی شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنی اغراض سے بالاتر ہوکر آپ میں محبت والفت کو فروغ دے ، کیوں کہ مومن سراپا محبت والفت ہے ۔ اس کی یہ محبت انسانوں سے بڑھ کر دیگر مخلوق کے لیے بھی ہے ۔ ایک عربی شاعرکہتاہے 'انسان کو انسان کہتے ہی اس لیے ہیں کہ وہ سرتاپا اُنس ہی اُنس ہوتاہے اور قلب کا نام اسی قلب ہے کہ ہر وقت دھڑکتا رہتاہے ۔ "(8)

اپنی اغراض سے بالاتر ہو کر محبت اور الفت کی فضا قائم کی جا سکتی ہے ۔ یہ عمل اپنی خواہشات کو دبا کر دوسروں کے لیے قربانی دینے کے جذبے سے بھی آشنا کرتا ہے اور قربانی کا یہ جذبہ سماج میں محبت کے فروغ کا باعث بنتا ہے ۔ جب سماج کا ہر فرد دوسروں کے مفادات کو مقدم جانے اور باہمی فضائے الفت قائم کرنے کی سعی کرے تو وہ سماجی اخلاقی حوالے سے بلند مرتبے کا حامل ہوتا ہے ۔ ماہنامہ " تعلیم و تربیت " تربیتِ اطفا ل کے ذریعے اسی سماج کی تشکیل کی راہ ہموا ر کرتا ہے ۔

ماہنامہ" تعلیم وتربیت " نے سماجی سطح پر اخلاقی تربیت کے حوالے سے بے بسوں ، غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کی خدمت کا جذبہ پروان چڑھانے کے لیے ان کی مناسب تربیت کی ہے۔ بچوں کو ایسے امو رکی طرف راغب کیاہے جو محدود وسائل میں بھی سماجی اور اخلاقی اقدار کے فروغ کا باعث بن سکتے ہیں۔ بچوں کے پاس چوں کہ آمدن کے وسائل نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ براہ راست کمار رہے ہوتے ہیں بلکہ انھیں والدین کی طر ف سے

جیب خرچ ملتاہے جو ان کی کل کمائی ہوتی ہے ۔ ماہنامہ "تعلیم وتربیت " کے بعض مضامین میں بچوں کو اسی جیب خر چ کو کفایت شعاری سے استعمال کرنے ، بچت کی ترغیب دینے اور دوسروں کی مدد کرنے کا جذبہ بیدار کرنے کے بارے میں لکھاجاتاہے ۔ ان تحریروں کے مطالعہ سے بچوں میں یہ جذبات پیدا ہوتے ہیں جوان کی انفرادی اورسماجی زندگی میں مشعل راہ ثابت ہوتے ہیں۔ پروین سرور اپنے ایک مضمون " ہمیں کیا کرنا چاہیے " اطفال کی تربیت کرتے ہوئے لکھتی ہیں :

> " ہم میں اپنے ملک کے غریبوں ، یتیموں او رمسکینوں کی خدمت کا خیال رہے ۔ ہر ماہ اپنے جیب خرچ میں کچھ نہ کچھ بچاتے رہنے کی عادت بہت اچھی ہے ۔ اس طرح نہ صرف ہم اپنے آڑے وقت میں دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور ذلیل ہونے سے بچ سکتے ہیں ، بلکہ بڑے فخر سے اپنے ملک کی بھلائی کے لیے بہت سے کام بھی کرسکتےہیں۔ " (9)

یہ تربیتی عمل نہ صرف بچوں میں کفایت شعاری کو پروان چڑھاتا ہے بلکہ خدمت خلق جیسی اخلاقی اقدار کی نمو کا باعث بھی بنتا ہے ۔ بچے جب ایسی بچت ا ور کفایت شعاری کے عادی ہونے لگ جاتے ہیں تو وہ اپنے پاس موجود رقم کو اہمیت سے بھی آگاہ ہو جاتے ہیں ۔ انھیں اس رقم کی اہمیت کے پیش نظر اسے خرچ کی جو تربیت ملتی ہے وہ ان کے اخلاق کوبراہ راست متاثر کرتی ہے ۔

سماجی کی بہتری اور ارتقا کے لیے سماجی عوامل کا آپس میں ربط ضروری ہے ۔ انسان جسے اشرف المخلوقات کے درجے پر فائز کیا گیا ہے ، دوسر ے انسانوں سے کٹ کر نہ تو انفرادی زندگی کے مراحل طے کرسکتا ہے اور نہ ہی سماجی زندگی میں اپنا کردار ادا کر سکتا ہے۔ ایک سماج میں بسنے والے انسانوں کے درمیان ربط اور ایک دوسرے کے حالات سے آگاہی سماجی ہم آہنگی کو پروان چڑھاتی ہے ۔ اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کرنے سے اس حقیقت سے آشنائی ہوتی ہے کہ اسلام نے باہمی میل جول کو خاص اہمیت دی ہے ۔ اسی میل جول کے ذریعے اخلاقی اقدار پروان چڑھتی ہیں ۔انھی اخلاقی اقدار میں سے ا یک اہم قدرمریض کی عیادت ہے ۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں بہت تاکید فرمائی ہے اور اس احسن عمل کو اختیار کرنے والے کے لیے بہت زیادہ اجر وثواب کی نوید بھی سنائی ہے۔ سماج میں اس قدر کے فروغ پانے سے سماجی ہم آہنگی میں اضافہ ہونے کے ساتھ ساتھ بیمار کو یہ احساس ہوتاہے کہ وہ تنہا نہیں ہے بلکہ اس مشکل وقت میں بھی دوسرے اس کے ساتھ ہیں۔ یہ احساس اسے اس مشکل سے نجات دلانے میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے ۔ اس اخلاقی قدر کی اہمیت کی وجہ سے بچپن ہی سے اس کی تربیت لازم ہے تاکہ یہ بچوں کے مزاج او ر شخصیت کا حصہ بن جائے ۔

ماہنامہ " تعلیم وتربیت " نے دیگر اخلاقی اور سماجی اقدار کی تربیت کے ساتھ ساتھ عیادتِ مریض کی تربیت میں بھی نمایاں کردار ادا کیاہے ۔ اس مستحسن عمل کے فضائل اور ثمرات بیان کرتے ہوئے بچوں کی تربیت ان خطوط پر کرنے کی کوشش کی گئی کہ وہ اپنی ذات کے حصار سے نکل کر دوسروں کے بارے میں سوچنے ، سمجھنے اور ان کے دکھ میں شریک ہونے کے جذبے سے معمور ہوں۔ اپنے آس پاس موجود بیماروں کی عیادت کریں اور لوگوں کے درمیان میل جول کو پروان چڑھائیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ماہنامہ " تعلیم وتربیت " نے بچوں کو ترغیب دینے کے لیے عیادت کے ثمرات کو اس طرح بیان کیاہے کہ بچے میں نفسیاتی طور پر اس عمل کی رغبت بڑھتی چلی جائے اور اس کی تربیت میں عیادت کا عنصر داخل ہو جائے ۔ محمد طیب الیاس اپنے ایک مضمون " عیادت کے فضائل " میں بچوں کی تربیت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"پیارے بچو! بیمار شخص مرض کی تکلیف وشدت برداشت کرتاہے او رہمدردی کا طالب ہوتاہے ۔ ایسی حالت میں عزیز واقارب ، احباب و مصاحب کی عیادت اور مزاج پرسی سے بیمار کو ایک گونہ تسلی ہوجاتی ہے۔ اس کی طبیعت میں فرحت و مسرت، نشا ط وچستی کی لہر دوڑ جاتی ہے او ربیمار کبھی اس قدر مسرور ہوتاہے کہ اپنا مرض بھی بھول جاتاہے ۔ گویایہ عیادت او ربیمار پرسی ا س کے صحت یاب ہونے میں اہم کردار ادا کرتی ہے ۔ نیز اس سے باہمی اتفاق اور رواداری بڑھتی ہے جو کہ خیرو برکت کا باعث ہے ۔ اس لیے جب بھی کوئی عزیز ورشتہ دار ، پڑوسی ، دوست وغیرہ بیمار ہوں توان کی بیمار پرسی کے لیے ضرور جاناچاہیے ۔ یہ ان کا حق ہے او رمسنون عمل بھی ۔ اگر مریض سے تعلقات اچھے نہ بھی ہوں توایسے وقت بھی ان کو خاطر میں نہیں لانا چاہیے بلکہ جذبہ ہمدردی سے کام لینا چاہیے ۔"(10)

عیادت کے یہ فضائل ووظائف دینی او رسماجی دونوں حوالوں سے اہم ہیں۔ اس اندازِ تربیت سے بچوں کی مذہبی اور اخلاقی تربیت کی راہ ہموار ہوتی ہے اور وہ سماجی اخلاقیات میں آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں ۔

سماجی اخلاقیات میں عیب پوشی ا یک اہم اخلاقی قدرہے ۔ سماج میں بسنے والے افراد مختلف غلطیوں ، گناہوں اور نقائص میں مبتلا ہوتے

ہیں۔ انسان جو خطا کا پتلاہے ، کوشش کے باوجود کسی نہ کسی غلطی یا گناہ کا ارتکا ب کربیٹھتاہے اگر یہ عیوب دیگر افرادِ معاشرہ کے سامنے تواتر سے ظاہرہوتے رہے ہیں تو سماج تنزلی کی جانب گرتاچلاجاتاہے ۔ ہر کوئی دوسرے کے عیوب کے ذریعے اسے نیچا دکھانے کی کوشش میں لگا رہے گا اورپھر اس پر مستزاد یہ کہ ایک دوسرے کے عیوب تلاش کرنے کی باقاعدہ کوشش کی جائے گی ۔ عصرِ حاضر میں یہ سماجی برائی سماج میں عام ہوچکی ہے جس کی وجہ سے بلیک میلنگ اور اس طرح کے دیگر منفی رویے سماج میں پروان چڑھ رہے ہیں جو سماجی ابتری کاباعث بن رہے ہیں۔ اللہ رب العزت سے قرآن ِ مجید میں دوسروں کے عیوب تلاش کرنے سے منع فرمایا ۔ نبی اکرم ﷺ کی کئی احادیث میں بھی اسے اخلاقی اورسماجی برائی قراردیتے ہوئے اس سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے ۔ نبی اکرم ﷺ نے دوسروں کے عیب جاننے کے باوجود انھیں چھپانے والے کے لیے آخرت میں اجروثواب کی نوید بھی سنائی ہے ۔ اس سے ظاہرہوتاہے کہ عیب پوشی سماجی اور اخلاقی اقدار میں خاص اہمیت کی حامل ہے ۔ ماہنامہ " تعلیم وتربیت " میں تربیت اطفال کے ضمن میں اس اخلاقی قدر کوفروغ دینے او ر اطفا ل کے ذہن میں اس کے ثمرات اور اس پر عمل نہ کرنے کی صورت میں نقصانات سے آگاہی دلانے کا اہتمام کیاجاتاہے ۔ ماہنامہ " تعلیم وتربیت " کے مستقل لکھاری محمد طیب الیاس ، ایک مضمون "دوسروں کے عیب تلاش کرنا" میں عیب پوشی کی اخلاقی قدر کی اہمیت اجاگر کرنےا ور عیب جوئی سے باز رہنے کی تلقین کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"پیارے بچو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن وحدیث میں بہت سے کام کرنے کے بتائے ہیں او ربہت سے کاموں سے منع فرمایا ہے ۔ ان ہی کاموں میں سے ایک کام " کسی کے عیب تلاش کرنا" سے روکا ہے ۔ جس طرح ہم یہ نہیں چاہتے کہ کوئی ہمارے راز سے واقف ہو اور ہماری ذاتی زندگی منظرِ عام پر آئے ، اسی طرح دوسرے لوگ بھی یہی چاہتے ہیں کہ ان کی زندگی اور ان کے عیوب

> ظاہر نہ ہونے پائیں ، کیوں کہ کسی کے عیوب تلاش کرنا او ران کو اچھالنا ایسا عظیم گناہ ہے ، جس سے معاشرے کا امن تباہ ہوجاتاہے او ر اتحاد پارہ پار ہ ہوجاتاہے ۔"(11)

عیب جوئی اور پھر اسے فاش کرنے کو گناہ قرار دینے کے ساتھ ساتھ اس امر کی سماجی حیثیت کوبھی اجاگر کیا گیا ہے کہ یہ ایسا قبیح عمل ہے جو سماج کا شیرازہ بکھیرنے او ر ایک دوسرے کے درمیان فاصلے بڑھانے کا باعث بنتاہے ۔ یہاں بچوں کی نفسیات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ایسا اسلوب بیان اختیا ر کیا گیا ہے جو بچوں کے ذہن کو اس طرف راغب کر سکتا ہے ۔ بچے سے غلطی ہو جانے کی صورت میں وہ حتی الامکان اسے چھپانے کی کوشش کرتاہے ۔ وہ نہیں چاہتا کہ اس کی اس غلطی ( اگرچہ وہ معمولی ہی کیوں نہ ہو) کا کسی کو پتا چلے ۔ اسی نفسیاتی امر کو ماہنامہ " تعلیم و تربیت " نے تربیت اطفال کے لیے استعمال کرتے ہوئے یہ احساس دلانے کی کوشش کی ہے کہ جس طرح ہربچہ اپنی غلطی کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے اسی طرح دوسروں کی غلطیوں او ر عیوب کی پردہ پوشی بھی ضروری ہے۔ بچپن کی سطح پر جب یہ تصور بچوں کے ذہن میں راسخ کر کے ان کی نفسیات کو بدل کر عیوب پوشی کو ان کی ذات سے وسعت دے کر سماج تک پھیلا دیا جاتا ہے تو آگے چل کر سماجی فلاح کا کام آسان ہوتا چلا جاتا ہے ۔

بچوں میں دوستی کا جذبہ خاصا مضبوط ہوتا ہے ۔ وہ دوست بنانے میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ تربیت اطفال میں اگر بچوں کی ان نفسی کیفیت کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے تربیت کا نظام وضع کیا جائےتو پروان چڑھنے والی اخلاقی اقدار سماجی فلاح کا سبب بھی بن سکتی ہیں ۔ دوست بنانا اوردوستی کےرشتے کو نبھانا ایک سماجی عمل ہے ۔ اس کی اخلاقیات براہ راست کو متاثر کرتی ہیں۔ یہ مثبت اثرات سماج میں بہتری لاتے ہیں۔ ماہنامہ " تعلیم وتربیت " میں بچوں کی ان نفسیاتی خواہشات کا ادراک کرتے ہوئے دوستی کے جذبے کو درست سمت میں ڈھال کر ان کی تربیت کے رہنما اصول وضع کیے گئے ہیں۔ یہ اصول دراصل وہ اخلاقی اقدار ہی ہیں جن پر عمل پیرا ہونا ہر فرد کے لیے لازم ہوتا ہے ۔ بچوں کو چوں کہ دوستی کا رشتہ بہت عزیز ہوتاہے ا س لیے ماہنامہ " تعلیم وتربیت " کے بعض لکھاریوں نے اس دوستی کے رشتے اور اس سے جڑے جذبات کو ان اخلاقی اقدار کی تربیت کا ذریعہ بنایا ہے ۔ اس رسالے کے صفحات سے دوستی کے ایسے اصول بچوں کے ذہنوں میں راسخ کیے جاتے ہیں جوان کی اخلاقی تربیت کا سبب بنتے ہیں ۔ اس ضمن میں اقرا رضا اپنے ایک مضمون " سچے دوست کی علامات " میں لکھتی ہیں :

> "حقیقی اور سچادوست وہ ہوتاہے جو اپنے دوست کی خامیوں سے واقف ہوتاہے لیکن دوسروں سے صرف خوبیوں کا تذکرہ کرتاہے ۔ وہ اپنے دوست کی بات کوتوجہ سےسنتا ہے ۔ وہ اپنے دوست کی خوشی او رغم دونوں میں شریک ہوتاہے ۔ وہ دوستی کے تعلق میں بے غرض ہوتاہے ۔وہ اپنے ہاتھ کو ہمیشہ اوپر والا ہاتھ بنائے رکھنے کی کوشش کرتاہے کیوں کہ اسے معلوم ہوتاہے کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے ۔ وہ اپنے دوست کی خامیوں او رکمزوریوں سے بے نیاز ہوتاہے ۔ وہ ہردم اپنے دوست سے تعاون کے لیے تیار رہتاہے ۔"(12)

یہ اخلاقی اقدار محض دوستی تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ سماج میں ہر فرد کو ان کو اپنا نا لازم ہے ۔ ایک اچھے انسان او ر مفید شہری بننے کے لیے دوسروں کو اہمیت دینے ، ان کے دکھ سکھ میں شریک ہونے ، بے

غرضی کے ساتھ دوسروں سے تعلق نبھانے ، مدد کے جذبے کو پروان چڑھانے ، دوسروں کے عیوب او ر کمزوریوں کو نظر انداز کرنے جیسی اخلاقی اقدار اپنانا لازم ہے ۔ماہنامہ " تعلیم وتربیت " کا اس ضمن میں اہم کردار ہے کہ اس رسالے کے صفحات نے بچوں میں ان اخلاقی اقدار کا شعور اجاگر کرنے اور انھیں بچوں کی عادات میں رائج کرنے کے حوالے سے نمایاں خدمات انجام دی ہیں ۔

اخلاقی اقدار میں سے خوش گفتاری اور راست گوئی اہم اقدارہیں ۔ یہ ایسی اخلاقی اقدار ہیں جو براہ راست سماج پر اثرا نداز ہوتی ہیں۔ قرآن وحدیث میں خوش گفتاری کی باربار تاکید کی گئی ہے۔ اللہ کریم کا ارشادِ پاک ہے :

وَقُولُو لِلنَّاسِ حُسناً

"اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔"(13)

قرآن مجید میں مومنین کی جو صفات بیان کی گئی ہیں ان میں بھی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ دوسروں سے اچھے انداز میں بات کرتے ہیں۔ احادیث مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ نے بھی خوش گفتاری ، نرم لہجے اور خوش کلامی کا اہم اوصاف قراردیتے ہوئے ان کو اپنانے پر زور دیا ہے ۔ نرم زبان کو آپ ﷺ سے مستحسن قرار دیا اور اسے سماجی فلاح وبہبود کا اہم ذریعہ قراردیا جب کہ فحش گوئی او رکذب ودروغ کو سماجی ابتری کا باعث قراردیا ہے ۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس میں پائی جانے والی نرم مزاجی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت قراردیاہے ۔ ارشادِ ربانی ہے :

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ ؕ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔

" آپ محض اللہ کی رحمت سے ان لوگوں کے لیے نرم ہوئے ، اور اگر آپ بدمزاج اور سخت دل ہوتے تو وہ آپ کے پاس سے چھٹ جاتے ، پس آپ انہیں معاف کردیجیے اور ان کے لیے مغفرت طلب کیجیے اور حالات میں ان سے مشورہ لیجیے ، پس جب آپ پختہ ارادہ کرلیجیے تو اللہ پر بھروسہ کیجیے ، اللہ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے ۔(14)

اس آیت کریمہ میں نرم مزاجی کو اللہ کی خاص رحمت قراردیتے ہوئے اللہ کریم نے نبی اکرم ﷺ کو سخت دلی اور بدمزاجی کے نقصانات سے بھی آگاہی دلائی کہ سخت دل او ربدمزاج انسان سے لوگ دوربھاگتے ہیں اس لیے لوگوں میں قربت اور خلوص کے لیے نرم مزاجی لازم ہے ۔ قرآن مجید کی دیگر کئی آیات میں بھی نرم مزاجی کو انسانی اخلاقیات کے بنیادی اصولوں میں شامل کیاگیاہے ۔ اسی طرح احادیث نبویہ ﷺ میں بھی نرم مزاجی کو اہم انسانی اخلاقی قدر قراردیاگیاہے ۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا؛

"نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اس کوزینت بخشتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکال لی

جاتی ہے وہ عیب دار ہوجاتی ہے ۔"(15)

ایک اورجگہ خوش گفتار ہونے کو اخلاق میں افضل قراردیاگیا ہے اور فحش گو او ربدزبان کو مبغوض۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ پاک ہے :

"بے شک سب سے بھاری چیز قیامت کے دن جو مومن کے ترازو میں رکھی جائے گی ، وہ اچھے اخلاق ہوں گے اور بے شک اللہ کوفحش گو اور بدزبان مبغوض ہے ۔"(16)

نبی اکرم ﷺ نے بعض احادیث میں زبان کی حفاظت کرنے والے کے لیے جنت کی ذمہ داری بھی اٹھائی ہے۔ اس سے ظاہرہوتاہے کہ اخلاقی اور مذہبی حوالےسے خوش کلامی کس قدر اہمیت کی حامل ہیں اور اس کو سماج میں رائج کرنا کس قدر ضروری ہے ۔

زبان کے استعمال کی جو عادت بچپن سے رائج ہوجاتی ہے وہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پختہ ہوتی جاتی ہے ۔ اگر بچے کو شروع ہی زبان کے درست استعمال کی تربیت دی جائے ۔ اس کے لیے الفاظ کے چناؤ اور ان کے استعمال میں تربیت کا نظام وضع کیاجائےتو زبان کے استعمال کاعمل بچپن ہی سے مستحسن انداز میں شروع ہوسکتاہے ۔ ماہنامہ " تعلیم وتربیت " میں تربیت اطفال کے ضمن میں اس ضرور ت کو محسو س کرتے ہوئے بچوں کی اخلاقی تربیت میں خوش کلامی کو فروغ دینے کی بھی سعی کی گئی ہے ۔ ماہنامہ " تعلیم وتربیت " میں شائع ہونے والی مختلف تحریروں میں زبان کے بہتر استعمال اوراس کے سماجی اثرات سے بچوں کو آگاہی دلاتے ہوئے انھیں خوش گفتاری کی تربیت دی گئ ہے ۔ "تعلیم وتربیت" میں محمدطیب الیاس اپنے ایک مضمون " خوش کلامی " میں اس بارے میں لکھتے ہیں :

"بات ہمیشہ خوش اخلاقی سے اور میٹھی زبان میں کی جائے اور سخت کلامی اوربدزبانی سے پرہیز کیا جائے ۔ جو بات نرم اوردھیمے لہجے میں کہی جائے وہ دل میں اتر جاتی ہے جب کہ سخت الفاظ اور درشت لہجہ بغاوت اور سرکشی پر آمادہ کردیتے ہیں ۔ بردبار ، خوش اخلاق اور متواضع شخص سے سب لوگ گفتگو کرنا پسند کرتے ہیں اور اس سے ملاقات کے خواہش مندرہتے ہیں ، جب کہ سخت مزاج ،بداخلاق اور متکبر شخص سے سب دور بھاگتے ہیں او رکوئی بھی اس سے بات کرنے کے لیے رضا مند نہیں ہوتا۔ " (17)

ماہنامہ " تعلیم وتربیت "میں خوش کلامی کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ زبان کے غلط استعمال کے مضر اثرات سے بھی آگاہی دلائی ہے ۔ خوش کلامی کی صورت میں رشتوں کی مضبوطی ، باہمی تعلقات کی بہتری ، معاشرے میں امن و سکون کی فضا کا پروان چڑھنا، ایک دوسرے کے لیے محبت او ر خلوص کے جذبات کا فروغ پانا بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ماہنامہ " تعلیم وتربیت " میں بعض ایسی تحریریں بھی شائع ہوئی ہیں جن میں زبان کے غلط استعمال سے پیدا ہونے والے سماجی بگاڑ ، لڑائی جھگڑوں او ر باہمی رقابتوں کے ذریعے اس عملِ بد کے مضر اثرات بچوں کے سامنے پیش کیے گئے ہیں تاکہ خوش کلامی کے ثمرات کے ساتھ ساتھ وہ بدکلامی کے نقصانات سے بھی آگاہ ہوں اور یوں تربیت کا عمل جزا و سزا کے اصول پر جاری رہے ۔ اس ضمن میں ماہنامہ " تعلیم و تربیت " میں شائع ہونے والا محمدالیاس عادل کا مضمون " اچھی اور بُری " ایک اہم مضمون ہے جس میں وہ زبان کے استعمال کے بارے میں بچوں کی اخلاقی تربیت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

" زبان ہی دنیا کی سب سے بُری چیز ہے ۔ آپس کے لڑائی جھگڑوں کا باعث یہی زبان ہوتی ہے ۔ زبان ہی غلطی کرنے ، جھوٹ بولنے ، تہمت لگانے کا ذریعہ

بنتی ہے ۔ اگر اس کا استعمال صحیح ہو تو یہی سب سے اچھی چیز ہے اگر استعمال برا ہوتو سب سے بُری چیز بھی یہی ہے ۔"(18)

زبان کا استعمال ا خلاقی اقدار میں اس قدر اہمیت کا حامل ہے ، کہ دیگر سماجی اور اخلاقی اقدار اس کے گرد گھومتی ہیں۔ سماجی سطح پر متحرک اور لوگوں کی فلاح وبہبود کے کام کرنے والاشخص بھی اگر فحش گوئی اختیار کرے گا تو لوگ اس کے قریب آنے کی بجائے دور ہوتے چلے جائیں گے ۔ ماہنامہ " تعلیم وتربیت " اسی نکتے کو بچوں کے ذہن میں راسخ کرتا ہے ۔ اس سلسلے میں ماہنامہ " تعلیم وتربیت " کے مضامین او رکہانیوں کے ساتھ ساتھ ایسی اقوالِ زریں بھی شائع کی جاتی ہیں جن میں زبان کے درست استعمال ، خوش کلامی اور نرم مزاجی کی تربیت دی جاتی ہے ۔اقوال زریں میں مختصر مگر جامع انداز میں بچوں کو اہم اخلاقی اقدار سے آگاہی دلائی جاتی ہے ۔ یہ سلسلہ " تعلیم وتربیت " میں باقاعدہ جاری رہتاہے اور ہر شمارے میں کچھ نہ کچھ اقوالِ زریں شائع کی جاتی ہیں۔ زیادہ تر اقوالِ زریں خوش کلامی کے حوالےسے ہی اس رسالے کا حصہ بنائی جاتی ہیں تاکہ بچوں میں شروع ہی سے راست گوئی اور خوش گفتاری کے اوصاف پیدا ہوسکیں اور ان کے ذریعے وہ آگے چل کر سماجی فلاح کا فریضہ انجام دے سکیں ۔ ماہنامہ " تعلیم وتربیت " میں فاطمہ عابد " اقوال زریں " کے عنوان سے خوش گفتاری اختیار کرنے اور غیبت سے بچنے کی ترغیب دیتے ہوئے لکھتی ہیں :

"لمبا دھاگہ اور لمبی زبان ہمیشہ الجھ جاتی ہے، اس لیے دھاگہ لپیٹ کر اورزبان سمیٹ کر رکھو۔کچھ باتوں کا جواب صرف خاموشی ہوتی ہے او رخاموشی بہت خوبصورت جواب ہے ۔

ارسطو سے کسی نے کہا: میں نے ایک معتبر آدمی سے تمہارے بارے میں کچھ غلط باتیں سنی ہیں ۔ ارسطو نے جواب دیا : غیبت کرنے والا معتبر کیسے ہوگیا۔ "(19)

خوش گفتاری اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اخلاقی حوالے سے یہ بھی لازم ہے کہ انسان فحش گوئی ، سے بچے ۔فحش گوئی اور بالخصوص گالی دینا ایساقبیح عمل ہے جو کسی بھی قوم کی اخلاقی پستی شمار کیا جا سکتا ہے ۔ قرآن و حدیث میں بھی فحش گوئی اور گالی گلوچ سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے ارشاد ات کی روشنی میں دیکھاجائےتو گالی گلوچ کو انتہائی قبیح عمل قرار دیا گیا ہے ۔ یہ ایسی اخلاقی پستی کا عمل ہے جو سماجی تنزلی کا سبب بننے کے ساتھ ساتھ سماج میں برائی کا منبع بھی بنتا چلا جاتا ہے ۔ سماجی جھگڑے ، تعلقات کا ٹوٹنا ، سماجی اقدار کی شکست و ریخت اسی فحش گوئی کی وجہ سے ہوتی ہے ۔ زبان کا استعمال چوں کہ بچپن سے ہی شروع ہو جاتا ہے اس لیے تربیت اطفال کے ضمن میں یہ لازم قرار پاتا ہے کہ بچوں کو بچپن ہی سے فحش گوئی اور گالی گلوچ سے بچنے کی تربیت دی جائے تاکہ وہ فعلِ قبیح سے بچ کر اخلاقی اقدار کے حامل ہوسکیں۔ ماہنامہ " تعلیم وتربیت " میں تربیت اطفال کے حوالےسے اس ضرورت کو محسو س کرتے ہوئے ایسی تحریریں شائع کی جاتی ہیں جن میں فحش گوئی اور گالی گلوچ کے سماجی اثرات سے آگاہی دلا کر ان سے بچنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اس ضمن میں محمدطیب الیاس کا مضمون " گالی گلوچ" ایک اہم مضمون ہے جس میں انھوں نے مذہبی ، سماجی او ر اخلاقی اقدار کے تناظر میں فحش گوئی کے فعلِ قبیح کے مضر اثرات کو یوں نمایاں کرتے ہوئے بچوں کی یوں اخلاقی تربیت کی ہے :

"پیارے بچو! گالی دینا انتہائی برا کام ہے ۔ گالی گلوچ سے لڑائی جھگڑے جنم لیتے اور معاشرہ میں فتنہ

وفساد پھیلتاہے ۔آپس کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہوتی ہے ۔ ایک مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ و ہ اپنی زبان کو گالیوں سے آلودہ کرے ۔ قرآنِ پاک اوراحادیث طیبہ میں اس برے کام سے سختی سے روکا گیاہے ۔"(20)

ماہنامہ " تعلیم وتربیت " بچوں کی اخلاقی تربیت کا نظام منظم ، مربو ط اورمتنوع جہات پر جاری رہتاہے ۔ کسی بھی اخلاقی قدر بچوں کو آگاہ کرنے کے لیے اس کو متنوع انداز میں پیش کیاجاتاہے تاکہ بچے جو مختلف نفسیاتی کیفیات کے حامل ہوتے ہیں وہ ا س کی تفہیم اور پھر اس پر عمل پیر ا ہونے میں آسانی محسو س کریں ۔ اس ضمن میں مختلف مثالیں ، اقوال ، بزرگوں کے قصے اور دیگر ایسے ذرائع استعمال کیے جاتے ہیں جن میں بچوں کی دلچسپی زیادہ ہوتی ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ فضائل اور ثمرات اجاگر کرکے ترغیب دینے اور مضر اثرات کے نقصانات سے آگاہ کرنے کاعمل بھی جاری رہتاہے ۔ وقاص اسلم اپنے ایک مضمون " دوست کی قدر" میں دوستی کے رشتے کی مضبوطی اور اسے پروان چڑھانے کے لیے بھی خوش گفتاری ، اعلیٰ اخلاق اور نرم مزاجی کو اہم قراردیتے ہوئے لکھتے ہیں :

"حسنِ اخلاق سے پتھر دل نرم کیا جاسکتاہے ۔ دشمن کے دل پر راج کیا جاسکتاہے ۔ جب کہ بداخلاقی انسان کو لوگوں میں حتیٰ کہ مخلص ترین دوستوں کی نظروں سے گرادیتی ہے ۔ اس لیے ہمیشہ عقل سے کام لو ، گالی گلوچ سے پرہیز کرو، کبھی کسی کادل نہ دکھاؤ۔" (21)

یہ اخلاقی اقدار جب شروع ہی سے بچوں میں رائج ہو جاتی ہیں تو وہ محض دوستی کی مضبوطی اور تعلقات کی بہتری کا فریضہ ہی انجام نہیں دیتیں بلکہ سماجی فلاح کا ذریعہ بھی بنتی ہیں۔ ماہنامہ " تعلیم وتربیت " نے ا خلاقی کی تربیت پر زور دیتے ہوئے مختلف تحریروں میں ان کو فروغ دینے اور بچوں کو ان سے آگاہی دلانے کافریضہ انجام دیاہے ۔ایک اورجگہ کیڈٹ متین " اقوالِ زریں" کے عنوان سے " تعلیم وتربیت " کے قارئین بچوں کی یوں اخلاقی تربیت کرتے ہیں:

"انسان دوسال کی عمر میں بولنا سیکھ لیتاہے لیکن کون سے الفاظ کب ، کہاں او رکیسے بولنے ہیں ، یہ سیکھنے میں پوری زندگی گزر جاتی ہے ۔

تین خوبیاں انسان کوباکمال بنا دیتی ہیں : ٹھنڈا دماغ، میٹھی زبان ، نرم دل ۔

حضوراکرم ﷺ کا ارشاد ہے :" جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی ، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرے گا۔"

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے :" جولوگ جنت میں داخل ہوں گے ، ان کے دل معصوم پرندوں کی طرح نفرتوں سے پاک ہوں گے ۔ " (22)

مجموعی طور پر ماہنامہ "تعلیم وتربیت " میں زبان کے مثبت اور بہترین استعمال کو ا ہم اخلاقی قدر کے طور پر اجاگر کرتے ہوئے بچوں کی اخلاقی تربیت کا فریضہ انجام دیا گیا ہے۔ زبان کا درست استعمال ہی چوں کہ تمام اخلاقیات کی بنیاد ہے ، اس لیے اس کی اہمیت کے پیش نظر ماہنامہ " تعلیم وتربیت " میں اس پر تفصیلی بحث کی گئی ہے ۔ مختلف شماروں میں مختلف عنوانات کے تحت خوش گفتاری ، راست گوئی ، نرم گوئی ، نرم مزاج کو رواج دینے کے ساتھ ساتھ فحش گوئی ، جھوٹ ، گالم گلوچ او ر غیبت سے بچنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

مذہبی اور اخلاقی اقدار میں اطاعت والدین نمایاں اہمیت کی حامل ہے۔ والدین کے حقوق، ان کی اطاعت اور ان کی خبرگیری کی قرآن و حدیث میں بہت تاکید آئی ہے ۔ ارشادِ ربّانی ہے

> "اور تمہارے پروردگار نے حکم دیاہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ اچھاسلوک کرو۔ اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کوپہنچ جائیں تو انہیں اُف تک نہ کہو، اور نہ انہیں جھڑکو، بلکہ ان کے ساتھ عزت کے ساتھ بات کیا کرو۔ اور ان کے ساتھ محبت کابرتاؤ کرتے ہوئے ان کے سامنے اپنے آپ کو انکساری سے جھکاؤ، او ریہ دعا کرو کہ : یارب جس طرح انہوں نے میرے بچپن میں مجھے پالا ہے ، آپ بھی ان کے ساتھ رحمت کامعاملہ کیجیے ۔ "(23)

ماہنامہ " تعلیم و تربیت " میں بچوں کو قرآن و حدیث کی تعلیمات کے ذریعے یہ شعور دیا گیا ہے کہ والدین کی اطاعت اور ان کی خدمت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں ۔ والدین چوں کہ خود تربیتی نظام کا حصہ ہوتے ہیں اور بچوں کے اخلاق و اطوار پر والدین کے رویوں اور ان کے افعال و اعمال کے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس لیے تربیتی نظام کی کامیابی کے لیے بھی یہ لازم قرار پاتا ہے کہ بچے والدین کے قریب بھی ہوں اور والدین کی اطاعت بھی کریں تاکہ وہ ان سے سیکھنے کے ساتھ ساتھ ان کے مقام و مرتبے سے بھی آگاہ ہو سکیں ۔ ماہنامہ " تعلیم و تربیت " نے بچوں کی اخلاقی تربیت کرتے ہوئے انھیں اس امر کی طرف راغب کیا ہے کہ وہ والدین کی اطاعت کریں، ان کی عزت او ر مقام و مرتبے کو پہچانتے ہوئے اس کا خیال رکھیں او ر ان کی حکم عدولی سے اجتناب کریں۔ ان کی ناراضی سے بچیں ۔ مولانا محمد بشیر اپنے ایک مضمون " سیدھا رستہ " میں اطاعتِ والدین کے حوالے سے بچوں کی اخلاقی تربیت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

> " اچھے بچے وہی ہیں جو اپنے ماں باپ کی عزت کرتے ہیں ۔ ان کا ہر حکم بجا لاتے ہیں ۔ اور ایسا کوئی کام نہیں کرتے جس سے ان کے ناراض ہونے کا ڈر ہو۔ (24)"

مجموعی طور پر ماہنامہ " تعلیم و تربیت " نے بچوں کی اخلاقی تربیت کے حوالے سے خاصا کام کیا ہے۔ اس رسالے میں شائع ہونے والے مضامین اور دیگر تحریروں میں بچوں کے اخلا ق کو سنوارنے اور انھیں سماج کے لیے مفید فرد بنانے کی تربیت دی گئی ہے۔

**حوالہ جات**

1. ظہیر سلام ، اداریہ ، مشمولہ ،" تعلیم وتربیت"(لاہور: فیروز سنز،جلد73 ، شمارہ 9، جنوری 2014ء) ص1

2. صحیح المسلم ، کتاب الصلۃ و الادب ، حدیث نمبر 6578

3. شبیر احمد ، سوال تمھار ا جواب ہمارا(سوال جواب)، مشمولہ ،" تعلیم وتربیت"(لاہور: فیروز سنز،جلد25 ،شمارہ 12، مارچ ، 1965ء)ص31

4. محمد طیب الیاس، درسِ قرآن وحدیث (مضمون)، مشمولہ ،" تعلیم وتربیت"(لاہور: فیروز سنز،جلد72 ، شمارہ 9، جنوری 2013ء) ص2

5. زاہد محمود، ہماری ذمہ داریاں (مضمون) ، مشمولہ ،" تعلیم وتربیت"(لاہور: فیروز سنز، جلد 72 ، شمارہ 10، فروری 2013ء) ص3

6. محمد طیب الیاس، درسِ قران وحدیث(مضمون)، مشمولہ ،" تعلیم وتربیت"(لاہور: فیروز سنز، جلد 73 ، شمارہ 9، جنوری 2014ء) ص3

7. مسند احمد، مسند المکثٖرین من الصحابۃ: 9198

8. محمد طیب الیاس، الفت ومحبت(مضمون)، مشمولہ ،" تعلیم وتربیت"(لاہور: فیروز سنز، جلد 82 ، شمارہ 12، اگست 2023ء) ص3

9. پروین سرور، ہمیں کیا کرنا چاہیے(مضمون)، مشمولہ ،" تعلیم وتربیت"(لاہور: فیروز سنز، جلد 25 ،پانچواں شمارہ ، اگست 1968 )ص19

10. محمد طیب الیاس ، عیادت کے فضائل وآداب(مضمون)، مشمولہ ،" تعلیم وتربیت"(لاہور: فیروز سنز، جلد 75 ، شمارہ 07،نومبر ، 2015ء)ص3

11. محمد طیب الیاس، کسی کے عیب تلاش کرنا(مضمون)، مشمولہ ،" تعلیم وتربیت"(لاہور: فیروز سنز، جلد 72 ، شمارہ 10، فروری 2013ء)ص3

12. اقراء رضا، سچے دوست کی علامات(مضمون) ، مشمولہ ،" تعلیم وتربیت"(لاہور: فیروز سنز، جلد 75 ، شمارہ 01،مئی 2015ء )ص27

13. القرآن مجید، سورۃ البقرہ، آیت 83

14. القرآن الکریم ، سورۃ آل عمران ، آیت 159

15. مسلم شریف، کتاب البروالصلۃ:2594

16. ترمذی شریف، ابواب البر والصلۃ:2002

17. محمد طیب الیاس، خوش کلامی (مضمون)،مشمولہ ،" تعلیم وتربیت"(لاہور: فیروز سنز، جلد 83 ، شمارہ 4، دسمبر 2023ء) ص3

18. محمد الیاس عادل ، اچھی او ر بُری(مضمون) ، مشمولہ ،" تعلیم وتربیت"(لاہور: فیروز سنز، جلد 70 ، شمارہ4 اپریل 1960ء)ص69

19. فاطمہ عابد اکرم ، بات جب بھی بولو(مضمون)، مشمولہ ،" تعلیم وتربیت"(لاہور: فیروز سنز، جلد 80 ، شمارہ 5، دسمبر 2020ء)ص12

20. محمد طیب الیاس، درسِ قرآن وحدیث ( مضمون)مشمولہ ،" تعلیم وتربیت"(لاہور: فیروز سنز، جلد 73 ، شمارہ 12، اپریل 2014ء)ص3

21. وقاص اسلم، دوست کی قدر(مضمون)، مشمولہ ،" تعلیم وتربیت"(لاہور: فیروز سنز، جلد 75 ، شمارہ 11، مارچ 2016ء) ص20

22. کیڈٹ متین ، اقوالِ زریں (انتخاب)، مشمولہ ،" تعلیم وتربیت"(لاہور: فیروز سنز، جلد 82 ، شمارہ 12، اگست 2023ء) ص13

23. القرآن الکریم ، سورۂ بنی اسرائیل ، آیت ، 23-24

24. محمد بشیر، مولانا، سیدھا رستہ(مضمون)، مشمولہ ،" تعلیم وتربیت"(لاہور: فیروز سنز، جلد 25 ،شمارہ 12، مارچ ، 1965ء،)ص25